رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ

شانِ فاروقِ اعظم

20-August-2020

ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں ہونے والا

سنتوں بھرا بیان

(For Islamic Sisters)

ہر مبلغہ بیان کرنے سے پہلے کم از کم تین بار پڑھ لے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ط

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

دُرُودِ پاک کی فضیلت

اَمیرُالْمُؤمِنِین حضرت عمر بن خطّاب رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فرماتے ہیں:

اِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوْفٌ بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ لَا یَصْعَدُ مِنْہُ شَیْءٌ حَتّٰی تُصَلِّیَ عَلٰی نَبِیِّكَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

یعنی بے شک دُعا زمین وآسمان کے درمیان ٹھہری رہتی ہے اور اُس سے کوئی چیز اُوپر کی طرف نہیں جاتی، جب تک تم اپنے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر دُرُودِ پاک نہ پڑھ لو۔

(ترمذی، کتاب الوتر، باب ماجآء فی فضل الصلوۃ...الخ، ۲/۲۸، حدیث:۴۸۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! آیئے! اللہ پاک کی رضا پانے اور ثواب کمانے کے لئے پہلے اَچّھی اَچّھی نیّتیں کرلیتی ہیں۔ فرمانِ مُصطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ "**نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ**" مسلمان کی نِیَّت اُس کے عمل سے بہتر ہے۔ [1]

---

1 ...معجم کبیر، سھل بن سعد الساعدی...الخ، ۶/۱۸۵، حدیث:۵۹۴۲

اہم نکتہ: نیک اور جائز کام میں جِتنی اَچّھی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

بَیان سُننے کی نیّتیں

موقع کی مناسبت اور نوعیت کے اعتبار سے نیتوں میں کمی، بیشی و تبدیلی کی جاسکتی ہے۔

نگاہیں نیچی کئے خُوب کان لگا کر بَیان سُنوں گی۔ ٹیک لگا کر بیٹھنے کے بجائے عِلْمِ دِین کی تَعظِیم کی خاطِر جہاں تک ہو سکا دوزانو بیٹھوں گی۔ ضَرورَتاً سِمَٹ سَرَک کر دوسری اسلامی بہنوں کے لئے جگہ کُشادہ کروں گی۔ دھکّا وغیرہ لگا تو صبر کروں گی، گُھورنے، جِھڑکنے اور اُلجھنے سے بچوں گی۔ صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب، اُذْکُرُوا اللّٰہ، تُوبُوْا اِلَی اللّٰہِ وغیرہ سُن کر ثواب کمانے اور صدا لگانے والی کی دل جُوئی کے لئے پست آواز سے جواب دوں گی۔ اجتماع کے بعد خُود آگے بڑھ کر سَلَام و مُصَافَحہ اور اِنْفِرادی کوشش کروں گی۔ دورانِ بیان موبائل کے غیر ضروری استعمال سے بچوں گی، نہ بیان ریکارڈ کروں گی نہ ہی اور کسی قسم کی آواز کہ اِس کی اجازت نہیں، جو کچھ سنوں گی، اسے سن اور سمجھ کر اس پہ عمل کرنے اور اسے بعد میں دوسروں تک پہنچا کر نیکی کی دعوت عام کرنے کی سعادت حاصل کروں گی۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　　صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! اسلامی سال کے پہلے مہینے مُحَرَّمُ الْحَرَام کو کئی نسبتیں حاصل ہیں، مثلاً **اس مہینے میں "واقعہ کربلا"** پیش آیا، حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کی مدد فرمائی گئی، فرعون اور فرعونی ہلاک ہوئے، حضرت نوح عَلَیْہِ السَّلَام کی کشتی **"جُودی پہاڑ"** پر ٹھہری، حضرت یونس عَلَیْہِ السَّلَام کو مچھلی کے پیٹ سے نجات ملی اور حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام کی توبہ قبول ہوئی۔ (عمدۃ القاری، کتاب الصوم، تحت الباب صیام یوم عاشوراء، ۲۳۳/۸ ملخصاً) ان کے علاوہ اور بھی کئی نسبتیں ہیں لیکن اس کی پہلی تاریخ کو اَمِیْرُ الْمُؤمنین، مُسلمانوں کے عظیم خلیفہ، حضرت عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ سے بھی خاص نسبت ہے کہ اسی دن آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کی شہادت ہوئی۔ تو آیئے! اسی مناسبت سے آج ہم بھی امیر المؤمنین حضرت عمر

فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ عَنْہ کی شان سنیں گی۔ آیئے! سب سے پہلے ایک زبردست حکایت سنتی ہیں، چنانچہ

حق وصداقت کے امین کا جنّتی محل

"فیضانِ فاروقِ اعظم" جلد 2 کے صفحہ نمبر 169 پر لکھا ہے: اَمِیْرُالمؤمنین حضرت علی شیرِ خدا رَضِیَ اللہُ عَنْہُ بیان فرماتے ہیں: ایک بار امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: یَارَسُوْلَ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! مجھے بتایئے کہ معراج کی رات آپ نے جنت میں کیا کیا دیکھا؟ رسولِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اے عمر بن خطاب! اگر میں تمہارے درمیان اتنا عرصہ رہوں جتنا عرصہ حضرت نوح عَلَیْہِ السَّلَام اپنی قوم میں (ایک ہزار سال تک) رہے اور پھر میں تمہیں جنّتی واقعات ومشاہدات بتاؤں تو بھی وہ ختم نہ ہوں۔ لیکن اے عمر! جب تم نے مجھے یہ بول ہی دیا ہے کہ مجھے جنت کی باتیں بتایئے تو پھر میں تمہیں وہ بات بتاتا ہوں جو تمہارے علاوہ میں نے کسی کو نہ بتائی۔ (اور وہ یہ ہے کہ) میں نے جنت میں ایک ایسا عالیشان محل دیکھا جس کی چوکھٹ جنّتی زمین کے نیچے تھی اور اس کا اُوپر والا حصہ عرش کے درمیان میں تھا۔ میں نے حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام سے پوچھا: اے جبریل! کیا تم اس عالیشان محل کے بارے میں جانتے ہو جس کی چوکھٹ جنّتی زمین کے نیچے اور اُوپر والا حصہ عرش کے درمیان میں ہے۔؟ تو حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام نے عرض کی: یَارَسُوْلَ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں نہیں جانتا۔ میں نے پھر پوچھا: اے جبریل! اس محل کی روشنی (Light) تو ایسی ہے جیسے دنیا میں سورج کی روشنی، چلو یہی بتادو کہ اس تک کون پہنچے گا اور اس میں کون رہائش اختیار کرے گا؟ تو حضرت جبریلِ امین عَلَیْہِ السَّلَام نے عرض کی: یَسْکُنُهَا وَیَصِیْرُ اِلَیْهَا مَنْ یَّقُوْلُ الْحَقَّ وَیَهْدِیْ اِلَی الْحَقِّ وَاِذَا قِیْلَ لَهُ الْحَقُّ لَمْ یَغْضَبْ وَمَاتَ عَلَی الْحَقِّ یعنی یَارَسُوْلَ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اس محل میں وہ رہے گا جو صرف حق بات کہتا ہے اور حق بات کی ہدایت دیتا ہے، جب اسے کوئی حق بات کہتا ہے تو وہ غُصّہ نہیں

کرتا اور اس کا حق پر ہی انتقال ہو گا۔ میں نے پوچھا: اے جبریل! کیا تمہیں اس کا نام معلوم ہے؟ عرض کی: جی ہاں! **یَا رَسُوْلَ اللہ** صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وہ ایک ہی شخص تو ہے۔ میں نے پوچھا: اے جبریل! وہ ایک کون ہے؟ عرض کی: **حضرت عمر بن خطاب** رَضِیَ اللہُ عَنْہُ۔ یہ سُن کر اَمِیْرُ الْمُؤمِنِیْن حضرت فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ عَنْہ پر رِقَّت طاری ہو گئی اور آپ غش کھا کر زمین پر تشریف لے آئے۔ حضرت عبدُ اللہ بن حسن رَضِیَ اللہُ عَنْہُ بیان کرتے ہیں: ”اس واقعے کے بعد ہم نے امیر المؤمنین حضرت فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے چہرے پر کبھی ہنسی نہ دیکھی، حتّٰی کہ آپ دنیا سے تشریف لے گئے۔ (کنز العمال، کتاب الفضائل، باب فضائل صحابہ، فضل الفاروق، ۶/۲۶۴، حدیث: ۳۵۸۴۴)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! معلوم ہوا! اَمِیْرُ الْمُؤمِنِیْن حضرت عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ عَنْہ کی شان بڑی نرالی ہے، آپ کی شان یہ ہے کہ نوری فرشتوں کے سردار حضرت جبریلِ امین عَلَیْہِ السَّلَام بھی آپ کی شان بیان کرتے نظر آتے ہیں، لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہاں سیکھنے کی بات یہ ہے کہ اپنے فضائل سُن کر بھی اَمِیْرُ الْمُؤمِنِیْن حضرت عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ عَنْہ عاجزی و اِنکساری کے پیکر رہے اور دیکھنے والوں نے یہ بھی دیکھا کہ اس واقعے کے بعد آپ کے **چہرے پر کبھی ہنسی نہ آئی**، یہاں تک کہ آپ دنیا سے تشریف لے گئے۔ **اے کاش!** امیر المؤمنین حضرت فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ عَنْہ کے صدقے ہمیں بھی حقیقی **عاجزی و اِنکساری** نصیب ہو جائے۔ آیئے! آپ کی عاجزی بھرا ایک اور ایمان افروز واقعہ سنتی ہیں، چنانچہ

اچانک دو (2) شیر آپہنچے

منقول ہے: ملکِ رُوم کے بادشاہ کا بھیجا ہوا ایک عَجَمِی (غیرِ عَرَبی) شخص مدینے شریف آیا اور لوگوں

سے امیر المؤمنین حضرت عُمَر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کا پتہ پُوچھا، لوگوں نے بتایا: وہ تو دوپہر کو شہر سے کچھ دُور کھجور کے باغوں میں آرام فرماتے ہوئے تمہیں ملیں گے۔ یہ عجمی شخص ڈھونڈتے ڈھونڈتے آپ کے پاس پہنچ گیا، دیکھا کہ آپ اپنا چمڑے کا دُرَّہ (ہنٹر) اپنے سر کے نیچے رکھ کر زمین پر گہری نیند سو رہے ہیں۔ عَجَمی شخص اِس ارادے سے تلوار کو نیام سے نکال کر آگے بڑھا کہ وہ آپ کو قتل کر کے بھاگ جائے، مگر جیسے ہی وہ آگے بڑھا، اچانک اس نے دیکھا کہ دو (2) شیر مُنہ پھاڑے اس پر حملہ کرنے والے ہیں۔ یہ خوفناک منظر دیکھ کر وہ خوف و گھبراہٹ سے چیخ پڑا، جس کی وجہ سے آپ جاگ گئے اور دیکھا کہ عَجَمی شخص ننگی تلوار ہاتھ میں لئے ہوئے تھر تھر کانپ رہا ہے۔ آپ نے اس کی چیخ اور گھبراہٹ کا سبب (Reason) پوچھا تو اس نے سچ سچ سارا واقعہ بیان کر دیا اور پھر بلند آواز سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ اَمِیْرُ الْمُؤمِنِیْن حضرت فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے اس کے ساتھ نہایت ہی شَفْقَت والا سُلوک فرما کر اس کے قُصور کو مُعاف کر دیا۔ (اِزالۃ الخفاء، فصل رابع، ۱۰۹/۴)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! غور کیجئے! صحابیِ رسول حضرت عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَمِیْرُ الْمُؤمِنِیْن ہیں، ساڑھے بائیس لاکھ مُرَبَّع میل پر حکمرانی قائم تھی، ہزاروں کی تعداد پر مشتمل فوج کے کمانڈر اور لاکھوں کروڑوں لوگ آپ کے تحت تھے۔ اگر آپ چاہتے تو عالی شان محلات بنواتے، ان محلات میں ہر طرح کی سہولیات (Facilities) کا انتظام کرتے، دنیا جہاں کی آرائش و زیبائش جمع کروالیتے، دل کو خوش کرنے والا شاندار باغیچہ بنوالیتے، فنِّ تعمیر کا مثالی نمونہ بنوادیتے، خوبصورت پرندے اور دلکش جانور جمع کرواتے، صاف پانی کے عالیشان حوض بنوالیتے، نوکروں اور غلاموں کی ریل پیل ہوتی، ان محلات میں عالیشان کمرے بنوا کر ان میں ریشم کے قالین اور پردے لگوالیتے، آرام کرنے

کو نرم نرم بستروں کا اہتمام کروالیتے اَلْغَرَض! آپ چاہتے تو نہایت آرام و سکون والی اور ہر سہولت سے آراستہ زندگی گزارتے، مگر آپ نے ایسا کچھ نہ کیا بلکہ حال یہ تھا کہ زمین پر ہی آرام فرمالیا کرتے۔ مگر دوسری طرف مسلمانوں کی ایک تعداد کا یہ حال ہے کہ وہ دولت اور دُنیوی منصب کے نشے میں گم ہو کر غُرور وتکبُّر بلکہ بہت ساری بُرائیوں کی دَلدَل میں پھنستے جارہے ہیں۔ بعض لوگوں کو جب کوئی منصب یا بڑا عُہدہ مل جائے تو وہ شیطانی کاموں میں مشغول ہو جاتے ہیں، اپنے سے کم مرتبے والے مسلمانوں کو بے عزت اور ذلیل ورُسوا کرتے اور کئی معاملات میں اَکڑ دکھاتے ہیں۔

حالانکہ جو لوگ دُنیَوی مال و دولت اور شہرت کے مالک ہیں انہیں تو زِیادہ اِحتیاط کی حاجت ہے کہ کہیں یہ دُنیوی نعمتیں انہیں تکبُّر کی آفت میں مُبْتَلا کر کے اللہ پاک کی ناراضی کا سبب نہ بن جائیں۔ تکبُّر ایسی بُری عادت ہے جس کی وجہ سے انسان دنیا و آخرت میں ذلیل ورُسوا ہو جاتا ہے، جیسا کہ

اللہ پاک کے آخری نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا فرمانِ عبرت نشان ہے: جس کے دل میں رائی کے دانے جتنا بھی ایمان ہو گا، وہ دوزخ میں داخل نہ ہو گا اور جس کے دل میں رائی کے دانے جتنا تکبُّر ہو گا وہ جنّت میں داخل نہ ہو گا۔ (مسلم، کتاب الایمان، باب تحریم الکبر و بیانہ، ص ۶۱، حدیث: ۱۴۸)

تکبر کی علامات و نقصانات

پیاری پیاری اسلامی بہنو! یاد رکھئے! تکبُّر ایسا ہلاک کرنے والا باطنی مرض ہے کہ اپنے ساتھ دیگر کئی بُرائیوں کو ساتھ لاتا ہے اور کئی اچھائیوں سے انسان کو محروم کر دیتا ہے، چنانچہ

حضرت امام محمد غزالی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: تکبُّر کرنے والا انسان عاجزی پر بھی قادر نہیں ہوتا، جو تقویٰ و پرہیز گاری کی جڑ ہے، کِینہ (یعنی دل میں چھپی ہوئی دُشمنی) بھی نہیں چھوڑ سکتا، اپنی عزّت بچانے کے لئے جُھوٹ بولتا ہے، اس جھوٹی عزّت کی وجہ سے غُصّہ نہیں چھوڑ سکتا، حسد سے نہیں بچ سکتا، کسی کی خیر

خواہی نہیں کر سکتا، دوسروں کی نصیحت قبول کرنے سے محروم رہتا ہے، لوگوں کی غیبت میں مُبْتَلا ہو جاتا ہے، تَکَبُّر کرنے والا انسان اپنا بھرم رکھنے کے لئے ہر بُرائی کرنے پر مجبور اور ہر اچھے کام کو کرنے سے عاجز ہو جاتا ہے۔(احیاء العلوم، ۳/۴۲۳)مزید فرماتے ہیں:تکبُّر کا اظہار کبھی تو انسان کی حَرکات و سَکَنات سے ہوتا ہے، جیسے (سامنے والے انسان کو گھٹیا اور اپنے آپ کو اس سے اعلیٰ ثابت کرنے کے لیے) منہ بُھلانا، ناک چڑھانا، ماتھے پر بَل ڈالنا، گُھورنا، سر کو ایک طرف جُھکانا، ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر بیٹھنا، ٹیک لگا کر کھانا، اَکڑ کر چلنا وغیرہ اور کبھی گفتگو سے مثلاً کسی کو یہ کہنا: (تم میرے سامنے کچھ بھی نہیں ہو)، تمہاری یہ ہِمَّت کہ مجھے جواب دو؟"۔یوں مختلف کیفیات، باتوں اور کاموں کے ذریعے تَکَبُّر کا اظہار ہو سکتا ہے، پھر بعض تَکَبُّر کرنے والوں میں اِظہار کے تمام انداز پائے جاتے ہیں اور کچھ میں بعض۔

لیکن یاد رہے! یہ تمام باتیں اُسی وقت تَکَبُّر کے تحت آئیں گی جبکہ دل میں تَکَبُّر موجود ہو، صرف ان چیزوں کو تَکَبُّر نہیں کہا جاسکتا۔(ماخوذ از احیاء العلوم، ۳/۴۳۴)

یاد رکھئے! "تکبُّر" سے متعلق ضروری معلومات اور اس ہلاک کرنے والے مرض سے بچنے کے طریقوں کو **جاننا بھی فرض** ہے۔ابھی ہم نے یہ بھی سُنا کہ تکبُّر کس قدر ہلاکت والی بیماری ہے کہ جس بدنصیب کو یہ بیماری لگ جائے اُسے تباہی و بربادی کے کنارے پر لا کھڑا کرتی اور بالآخر دوزخ کا حق دار بنادیتی ہے، لہٰذا عافیت اسی میں ہے کہ ہم اپنے کمزور بدن پر ترس کھائیں اور دوزخ کی تباہ کاریوں سے اپنے آپ کو ڈرائیں، جب بھی نفس و شیطان کسی مسلمان کو معمولی جاننے اور غُرور و تکبُّر کا مظاہرہ کرنے پر اُبھاریں تو انسان کو اپنے ماضی، اپنی اوقات اور اللہ پاک کی عطاؤں پر غور کرنا چاہئے۔اللہ پاک ہم سب کو عاجزی اختیار کرنے اور تکبُّر سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! پہلی حکایت میں ہم نے سنا تھا کہ حضرت جبریلِ امین عَلَیْہِ السَّلَام نے اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِین حضرت عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی یہ خوبی بیان فرمائی تھی کہ آپ حق بات کرتے ہیں، حق کی طرف ہدایت دیتے ہیں اور حق کے ساتھ ہی اس دنیا سے تشریف لے جائیں گے۔ واقعی آپ کی شان یہ تھی کہ آپ کی زبان سے حق ہی نکلتا تھا، آپ حق ہی کی طرف ہدایت دیتے تھے اور حق کے ساتھ ہی اس دنیا سے تشریف لے گئے، اس سے بڑھ کر آپ کے حق فرمانے کی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ کئی بار ایسا ہوا کہ آپ جس بارے میں کچھ فرما دیتے تو قرآنِ پاک کی آیات اسی مضمون کے ساتھ اُترتی تھیں جو آپ نے فرمایا ہوتا، چنانچہ

حضرت مجاہد رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فرماتے ہیں: **کَانَ عُمَرُ یَرَی الرَّأْیَ فَیَنْزِلُ بِهِ الْقُرْآنُ** یعنی اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِین حضرت عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ جب کوئی رائے (Opinion) پیش فرماتے تو اس کے مطابق قرآنِ پاک کا نزول ہو جاتا۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۹۶، الصواعق المحرقۃ، ص ۹۹)

اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِین حضرت عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے صاحبزادے حضرت عبدُ اللّٰہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا فرماتے ہیں: جب کسی معاملے میں مختلف صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے رائے طلب کی جاتی اور ساتھ ہی میرے والدِ محترم بھی اپنی رائے پیش کرتے تو قرآنِ کریم آپ کی رائے کے مطابق اُترتا۔

(فضائل الصحابۃ، ومن فضائل عمر بن الخطاب، ۱/ ۴۱۵، حدیث: ۴۸۸، تاریخ الخلفاء، ص ۹۶)

پیاری پیاری اسلامی بہنو! قرآنِ پاک کی کم و بیش بیس (20) آیاتِ مبارکہ ایسی ہیں جو اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِین حضرت عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی بات یا کام کی موافقت (Conformity) میں اُتریں۔ آیئے! ایسی کچھ آیاتِ کریمہ ان کے شانِ نزول کے ساتھ سنتی ہیں، چنانچہ

پہلی آیتِ مبارکہ مقامِ ابراہیم سے متعلق

حدیث کی مشہور کتاب **بخاری شریف** میں ہے، **حضرت انس بن مالک** رَضِیَ اللہُ عَنْہُ **فرماتے ہیں:** اَمِیْرُالمؤمنین حضرت عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے ارشاد فرمایا: تین(3) باتوں میں ربِّ کریم کی طرف سے میری موافقت ہوئی(ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ) میں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: **لَوِ اتَّخَذْنَا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاھِیْمَ مُصَلًّى** یعنی یَا رَسُوْلَ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اگر ہم مقامِ ابراہیم کو مُصَلّٰی (یعنی نماز پڑھنے کی جگہ) بنائیں (تو کیسا رہے گا؟) تو اللہ پاک نے یہی آیتِ مبارکہ میری تائید میں اُتار کر مقامِ ابراہیم کو مُصَلّٰی (یعنی نماز پڑھنے کی جگہ) بنانے کا حکم ارشاد فرمادیا: ﴿**وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى**﴾ (پ ۱، البقرۃ: ۱۲۵) ترجمۂ کنزُالعرفان: اور (اے مسلمانو!) تم ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ۔

(بخاری، کتاب الصلوۃ، باب ماجاء فی القبلۃ۔۔۔الخ، ۱/۱۵۸، حدیث: ۴۰۲ ملتقطا)

پیاری پیاری اسلامی بہنو! آیئے! سنتی ہیں کہ **مقامِ ابراہیم کیا ہے؟** کہاں سے آیا، چنانچہ

مقامِ ابراہیم کیا ہے؟

مقامِ ابراہیم وہ مبارک پتھر ہے جس پر چڑھ کر اللہ پاک کے پیارے نبی حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام نے کعبۃُ اللہ شریف کی دیواریں بلند فرمائی تھیں، آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے جیسے ہی اس پر اپنے قدم مبارک رکھے تو خاص وہ حصہ ربِّ کریم کی قدرتِ کاملہ سے مٹی کی طرح نرم(Soft) ہوگیا اور آپ کے قدموں کا نقش اس میں ظاہر ہوگیا جبکہ بقیہ حصہ ویسا ہی رہا۔ یہ آپ عَلَیْہِ السَّلَام کا بہت ہی عظیم معجزہ تھا۔

حضرت عبدُاللہ بن عَمْرو رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا فرماتے ہیں: میں نے رسول اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو

فرماتے سُنا: رُکن (حَجَرِ اَسْوَد) اور مقامِ ابراہیم جنت کے یاقُوتُوں میں سے دو یاقُوت ہیں، اگر اللہ پاک ان دونوں کا نُور نہ مٹاتا تو یہ مشرق و مغرب کی ہر چیز کو روشن کر دیتے۔ (ترمذی، کتاب الحج، باب ماجاء فی فضل الحجر۔۔۔الخ، ۲/۲۴۸، حدیث: ۸۷۹)

مقامِ ابراہیم خانۂ کعبہ سے تقریباً سوا 13 میٹر مشرق کی جانب قائم ہے۔ اس پتھر میں ایک قدم مبارک کے نشان کی گہرائی دس (10) سینٹی میٹر اور دوسرے کی نو (9) سینٹی میٹر ہے، ان پتھروں پر اب حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کی مبارک اُنگلیوں (Fingers) کے نشانات نہیں ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ شروع میں یہ پتھر کسی فریم یا بکس وغیرہ میں محفوظ نہیں تھا اور عُشّاق اس سے برکات لینے کے لیے اس کو چُھوتے اور بوسے لیتے تھے، اسی سبب سے انگلیوں کے نشانات باقی نہ رہے۔ اب بھی یہ پتھر بَیْتُ اللہ شریف کی عمارت کے ساتھ شیشے کے ایک باکس (Box) میں بند ہے، اس کی زیارت بھی کی جاسکتی ہے۔ اللہ پاک ہمیں بَیْتُ اللہ شریف اور مقامِ ابراہیم کی زیارت سمیت مکے مدینے کی بار بار باادب حاضری کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ہم اَمِیْرُالْمُؤمِنِین حضرت عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ عَنْہ کی موافقت میں اُترنے والی آیاتِ کریمہ سُن رہی تھیں، آیئے! ایک اور آیتِ کریمہ جو آپ کی رائے کے موافق اُتری اس کا شانِ نزول اور مزید تفصیل سنتی ہیں، چنانچہ

دوسری آیتِ مبارکہ پردے کے حکم سے متعلق

حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللہُ عَنْہ بیان فرماتے ہیں: اَمِیْرُالْمُؤمِنِین حضرت عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: **اِنَّ نِسَاءَکَ یَدْخُلُ عَلَیْکَ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ فَلَوْ اَمَرْتَ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ**

بِالْحِجَابِ یعنی آپ کے پاس نیک اور گناہ گار لوگ آتے ہیں، تو آپ اُمُّہاتُ المؤمنین (یعنی مومنوں کی ماؤں رَضِیَ اللہُ عَنْہُنَّ کو) کو حجاب (پردے) میں رہنے کا حکم دیجئے۔ آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہ کی موافقت میں یہ آیتِ حجاب اُتری:

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۵۹

(پ ۲۲، الاحزاب: ۵۹)

ترجمۂ کنزالعرفان: اے نبی! اپنی بیویوں اور اپنی صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرمادو کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے اوپر ڈالے رکھیں، یہ اس سے زیادہ نزدیک ہے کہ وہ پہچانی جائیں تو انہیں ستایا نہ جائے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(بخاری، کتاب التفسیر، باب قوله لا تدخلوا۔۔۔الخ، ۳/۳۰۴، حدیث: ۴۷۹۰)

تفسیر صراطُ الْجِنان میں اس آیتِ کریمہ کے تحت ہے: (اس آیت میں اللہ پاک نے) ارشاد فرمایا: اے پیارے حبیب (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)! آپ اپنی اَزواجِ مُطَہَّرات، اپنی صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرمادیں کہ جب اِنہیں کسی حاجت کے لئے گھر سے باہر نکلنا پڑے تو وہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈال کر رکھیں۔ (صراط الجنان، ۸/۹۴)

پردہ اور خواتین

پیاری پیاری اسلامی بہنو! اس آیتِ کریمہ میں سب مسلمان عورتوں کو حکم دیا جارہا ہے کہ جب بھی باہر نکلیں تو حجاب (پردہ) کرکے اور اچھی طرح جسم ڈھانپ کے نکلیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ دینِ اسلام کو یہ اِعزاز (Honour) حاصل ہے کہ اس نے پاکیزہ معاشرے قائم کرنے کے لئے ہمیں

بہترین اُصول و قوانین عطا کیے ہیں۔ وہ چیزیں جو معاشرے میں شرم و حیا کو عام کرنے میں رکاوٹ ہیں، ہمارے دین نے انہیں ختم کرنے کے لئے بھی انتہائی اچھی اور پیاری تعلیمات عطا کی ہیں۔ جنسی جذبات کو بھڑکانے والی تحریریں اور بے حیائی، پاکیزہ معاشرے کے لئے زہرِ قاتل کی حیثیت رکھتے ہیں ، دینِ اسلام نے جہاں ان چیزوں کو ختم کرنے پر زور دیا ہے، وہیں ان اسباب کو ختم کرنے کی طرف بھی توجہ کی جن سے فحاشی، عُریانی اور بے حیائی پھیل سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآنِ کریم میں اللہ پاک نے عورتوں کو یہ حکم ارشاد فرمایا ہے کہ وہ اپنے گھروں میں ٹھہری رہیں اور شرعی ضرورت و حاجت کے بغیر اپنے گھر سے باہر نہ نکلیں۔ پردے کے اس حکم پر اَزواجِ مُطَہَّرات رَضِیَ اللہُ عَنۡہُمۡ نے کیسا عمل کیا۔ آیئے! اس کی چند مثالیں سنتی ہیں، چنانچہ

(1) گھر سے جنازہ ہی نکلا

رسولِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زوجۂ پاک حضرت سودہ رَضِیَ اللہُ عَنۡہَا نے ایک حج اور عمرہ کیا تھا، اس کے علاوہ حج اور عمرہ نہیں کرتی تھیں، جس کی وجہ یہ بتاتی تھیں کہ میں نے حج بھی کیا ہے اور عمرہ بھی، اللہ پاک نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں گھر میں رہوں۔ اللہ پاک کی قسم! میں دوبارہ گھر سے نہیں نکلوں گی۔ یہ واقعہ بیان کرنے والے بزرگ فرماتے ہیں: اللہ پاک کی قسم! وہ اپنے دروازے سے باہر نہ آئیں یہاں تک کہ وہاں سے آپ کا جنازہ ہی نکالا گیا۔ (در منثور، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۳۳، ۶/۵۹۹-۶۰۰)

اَزواجِ مُطَہَّرات اور پردہ

اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ عَنۡہَا فرماتی ہیں: ہم اَزواجِ مُطَہَّرات (حج کے سفر میں) نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ اِحرام کی حالت میں تھیں، جب سُوار ہمارے سامنے سے گزرنے لگتے

تو ہم میں سے ہر ایک اپنی چادر کو اپنے سر سے لٹکا کر چہرے کے سامنے کر لیتی اور جب وہ آگے بڑھ جاتے تو ہم چہرہ کھول لیتی تھیں۔(ابو داود، کتاب المناسک، باب فی المحرمة تغطی وجهها، ۲/۲۴۱، حدیث:۱۸۳۳)

پیاری پیاری اسلامی بہنو! آپ نے سنا کہ اَزواجِ مُطَہَّرات پردے کا کس قدر اہتمام کیا کرتی تھیں اور ربِّ کریم کے احکامات پر ان کا کیسا عمل تھا۔اے کاش! ہمارے معاشرے کی اسلامی بہنیں بھی ان کے کردار سے نصیحت حاصل کریں اور بے پردگی کی آفت سے اپنے آپ کو بچائیں، ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اپنی والدہ، بہنوں، بیٹیوں اور اپنی سہیلیوں کو بھی اس طرح کے واقعات سناتی رہا کریں، یوں ان کے دل میں پردے کی اَہَمِّیَّت مزید اُجاگر ہو گی اور وہ بھی بے پردگی کی آفت اور تباہ کاریوں سے محفوظ رہنے میں کامیاب ہو سکیں گی۔

ایک مرتبہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نمازِ عشا کے بعد امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کی خدمت میں حاضِر ہوئے تو انہوں نے پوچھا: کیسے آنا ہوا؟ عَرض کی: کچھ ضروری کام تھا۔اِرشاد فرمایا: اس وَقْت؟ عرض کی: حُضور! یہ کام شرعی مسائل سیکھنے سکھانے سے تَعَلُّق رکھتا ہے۔اِرشاد فرمایا: ایسا ہے تو آجایئے! اس کے بعد دونوں حضرات رات گئے تک عِلْمی مذاکرے میں مصروف رہے، (تقریباً سحری کے وَقْت) جب حضرت ابو موسیٰ اشعری رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے جانے کی اِجازت طلب کی تو حضرت فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے فرمایا: بیٹھ جایئے! کہاں جا رہے ہیں؟ عرض کی: (نَمازِ فَجْر کا وَقْت ہونے والا ہے، اس سے پہلے پہلے) میں چاہتا ہوں کہ کچھ نوافل ادا کر لوں۔اِرشاد فرمایا: ہم نَماز ہی میں ہیں (کہ گھڑی بھر دینی مسائل کی باتیں کرنا رات بھر کی عبادت سے بہتر ہے)۔چنانچہ وہ پھر بیٹھ گئے اور دونوں حضرات دوبارہ شرعی مسائل کے بارے میں گفتگو شروع کر دی یہاں تک کہ فَجْر کا وَقْت ہو گیا۔(شرح صحیح بخاری لابن بطال، کتاب العلم،

باب السمر فی العلم، ۱/۱۹۲ مفہوماً)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! اَمِیْرُ الْمُؤمنین حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ بہت سی خوبیوں والے تھے، کون سا ایسا نیک وصف ہے جو آپ کی ذات میں نہ پایا جاتا ہو۔☆ آپ **خوفِ خدا** کے پیکر اور حقیقی **عبادت گزار** تھے۔☆ ساری زندگی **زُہد و تقویٰ** سے معمور تھی۔☆ آپ کی آنکھیں اکثر **خوفِ خدا** سے تر رہتی تھیں۔☆ دوسروں کو بھی **تقویٰ و پرہیز گاری** کا درس دیا کرتے تھے۔☆ جو آپ کی صحبت میں رہتا وہ بھی **مُتَّقِی و پرہیز گار** بن جاتا تھا،☆ دوسروں سے **خوفِ خدا** والی باتیں سنا کرتے تھے۔☆ بچوں سے اپنے لیے بخشش کی دعائیں کرواتے تھے،☆ ہمیشہ اللہ پاک کی **خفیہ تدبیر** سے ڈرتے رہتے تھے۔☆ **عاجزی و انکساری** کے پیکر تھے۔☆ دِین کی سربلندی کے لیے بے شمار خدمات انجام دی ہیں۔☆ آپ کا دورِ خلافت اسلام کے **بہترین دور** میں شمار کیا جاتا ہے جو **دِین داری** اور **عدل و انصاف** کا دور تھا،☆ آپ **علم و حکمت** کے چراغ تھے،☆ **اسلام کا فخر** (Proud) تھے۔☆ ایک **نا قابلِ فراموش** اور **عہد ساز شخصیت** تھے۔ الغرض امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کی خصوصیات اور خدمات بہت ہی زیادہ ہیں۔ آپ کی سیرت کے بارے میں مزید جاننے کے لئے مکتبۃُ المدینہ کی کتاب **"فیضانِ فاروق اعظم"** کا مطالعہ کیجئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ یہ عظیم کتاب **2 جِلدوں** میں چھپ چکی ہے۔ خُود بھی اس کا مُطالَعہ کیجئے اور دُوسری اسلامی بہنوں کو بھی اس کی ترغیب دلائیے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

فضائلِ عمر بزبانِ مصطفےٰ

پیاری پیاری اسلامی بہنو! اَمِیْرُ الْمُؤمِنین حضرت عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی عظمت و شان کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ آپ ان خوش نصیب صحابۂ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان میں شامل ہیں، جن کی فضیلت اور شان پر کئی فرامینِ رسول مَوجُود ہیں۔ آپ کو بارگاہِ رسالت سے بے شمار ایسے فضائل عطا ہوئے جن میں کوئی آپ کا شریک نہیں ہے۔ آیئے! ہم بھی ان فضائل میں سے کچھ سنتی ہیں:

☆نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ کو خود علم عطا فرمایا۔[1] ☆آپ کے دورِ خلافت کی قوت کو بیان فرمایا۔[2] ☆**شیطان امیر المؤمنین حضرت عمر** رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ **کو دیکھ کر اپنا راستہ ہی تبدیل کرلیتا ہے۔**[3] ☆آپ نبی نہ ہونے کے باوجود **نبیوں کی طرح کلام کرنے والے ہیں۔**[4] ☆نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ کے **قبولِ اسلام کی دعا فرمائی۔**[5] ☆آپ کے **قبولِ اسلام پر آسمان والوں نے بھی خوشیاں منائیں۔**[6] ☆ حضور پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: **اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔**[7] ☆فرمایا: میرے بعد **حق عمر کے ساتھ ہوگا** وہ جہاں بھی ہوں۔[8] ☆فاروقِ اعظم (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ) کی محبت **ایمان کی ضمانت** ہے۔[9] ☆ آپ کو بارگاہِ رسالت سے **جنت کی خوشخبری** عطا ہوئی۔[10]

---

[1] ...(بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب مناقب عمر۔۔۔الخ، ۲/۵۲۵، حدیث: ۳۶۸۱ ملخصا)

[2] ...(بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب مناقب عمر۔۔۔الخ، ۲/۵۲۵، حدیث: ۳۶۸۲ ملخصا)

[3] ...(بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب مناقب عمر۔۔۔الخ، ۲/۵۲۶، حدیث: ۳۶۸۳)

[4] ...(بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب مناقب عمر۔۔۔الخ، ۲/۵۲۸، حدیث: ۳۶۸۹)

[5] ...(ترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب ابی حفص۔۔۔الخ، ۵/۳۸۳، حدیث: ۳۷۰۳)

[6] ...(ابن ماجه، کتاب السنة، فضل عمر، ۱/۷۶، حدیث: ۱۰۳)

[7] ...(ترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب ابی حفص۔۔۔الخ، ۵/۳۸۵، حدیث: ۳۷۰۶)

[8] ...(مسند بزار، عطاء بن ابی رباح۔۔۔الخ، ۶/۹۸، حدیث: ۲۱۵۴)

[9] ...(کنز العمال، کتاب الفضائل، فضل الشیخین۔۔۔الخ، ۷/۸، حدیث: ۳۶۱۱)

☆شیطان بھی حضرت عمر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے خوف کھاتا ہے۔[11] ☆حضور پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جس سے حضرت عمر (رَضِیَ اللہُ عَنْہُ) ناراض ہو جائے اُس سے اللہ پاک بھی ناراض ہو جاتا ہے۔[12]

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

مہمانی کی سنتیں و آداب

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ☆مہمان کو چاہیے کہ اپنے میزبان کی مصروفیات کا لحاظ رکھے۔ ☆حضرت مفتی محمد امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: مہمان کو چار باتیں ضروری ہیں: (1) جہاں بٹھایا جائے وہیں بیٹھے۔ (2) جو کچھ اس کے سامنے پیش کیا جائے اس پر خوش ہو، (یہ نہ ہو کہ کہنے لگے: اس سے اچھا تو میں اپنے ہی گھر کھایا کرتی ہوں یا اسی قسم کے دوسرے الفاظ)۔ (3) میزبان سے اجازت لئے بِغیر وہاں سے نہ اُٹھے اور (4) جب وہاں سے جائے تو اس کے لیے دُعا کرے۔ (فتاویٰ ہندیۃ، ۵/۳۴۴) ☆گھر یا کھانے وغیرہ کے مُعاملات میں کسی قسم کی تنقید کرے نہ ہی جھوٹی تعریف۔ میزبان بھی مہمان کو جھوٹ کے خطرے میں ڈالنے والے سُوالات نہ کرے مثلاً کہنا ہمارا کھانا کیسا تھا؟ آپ کو پسند آیا یا نہیں؟ ایسے موقع پر اگر نہ پسند ہونے کے باوُجود مہمان مُرَوَّت میں کھانے کی جھوٹی تعریف کرے گی تو گنہگار ہو گی۔ اِس طرح کا سُوال بھی نہ کرے کہ "آپ نے پیٹ بھر کر کھایا یا نہیں؟" کہ یہاں بھی جواباً جھوٹ کا اندیشہ ہے کہ عادت کم خوری یا پرہیزی یا کسی بھی مجبوری کے تحت کم کھانے کے باوُجود اصرار و تکرار سے بچنے کیلئے مِہمان کو کہنا پڑ جائے کہ "میں نے خوب ڈٹ کر کھایا ہے۔" ☆میزبان کو چاہیے کہ

---

[10] ... (بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب مناقب عمر۔۔۔الخ، ۲/۵۲۹، حدیث: ۳۶۹۳)

[11] ... (ترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب ابی حفص۔۔۔الخ، ص۳۸۷، حدیث: ۳۷۱۱)

[12] ... (جمع الجوامع، ۱/۸۳، حدیث ۴۳۴)

مہمان سے وقتاً فوقتاً کہے کہ ”اور کھاؤ“ مگر اس پر اِصرار نہ کرے۔(فتاویٰ ہندیۃ،۵/۳۴۴) کہیں اِصرار کی وجہ سے زیادہ نہ کھا جائے اور یہ اس کے لیے نقصان دہ ہو۔☆میزبان کو بالکل خاموش نہ رہنا چاہیے اور یہ بھی نہ کرنا چاہیے کہ کھانا رکھ کر غائب ہو جائے بلکہ وہاں حاضر رہے۔(فتاویٰ ہندیۃ،۵/۳۴۵)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد